قیدیوں کے بنیادی حقوق اور اسلامی تعلیمات: عصری تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

The Basic Rights of Prisoners and Islamic Teachings: Analytical Study in Contemporary Context

Iram Shahzadi
MPhil scholar, Institute of arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot:
missiramms31@gmail.com

Dr. Sumera Rabia
Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies, GCWU, Sialkot:

sumera.rabia@gcwus.edu.pk

Abstract:
Man is prone to mistakes, he always commits some kind of mistake. Man has been given knowledge, so he quickly recognizes his mistake. He is ashamed of it. He turns to his Lord for repentance. Allah forgives man's mistakes very quickly, but some sins are committed by man for which certain punishments have been chosen in Islam. So that man learns from his mistake and becomes a lesson for other people. For this purpose, Islam has ordered people to catch criminals, imprison them and punish them according to their sin. But Islam does not allow a person to treat criminals inhumanely or to dishonor their families. Where Islam defined the rights of all living beings, it also defined the rights of criminals and prisoners. Because the real purpose of arresting or imprisoning criminals is to reform them and not to humiliate them. Unfortunately, the present situation in our society is pathetic. The arrested people are tortured badly and many of them tortured to death. This article describes how criminals are treated in our society and what Islam teaches us about their rights.
Keywords: *prisoners, torture, humiliation, treatment, rights*

تعارف

اس دنیا میں ہر انسان کو بنیادی انسانی حقوق حاصل ہیں۔ یہ حقوق انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اسے حاصل ہو جاتے ہیں اور کوئی بھی قانون کسی انسان کے بنیادی حقوق کو سلب نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ہر انسان چاہے وہ کسی بھی مذہب، رنگ یا نسل سے تعلق رکھتا ہو اسے بنیادی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ قیدیوں اور مجرموں کے بھی کچھ حقوق

ہیں جو اسلام نے ان کو عطا کیے ہیں۔ اگر کسی انسان سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے صرف اس غلطی کی سزا دی جائے گی تا کہ معاشرے میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنایا جاسکے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں لیکن سزا دیتے وقت کسی کے حقوق پامال نہیں کئے جائیں گے۔ اسلامی قانون میں کسی انسان کو اس بات کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اللہ کے قائم کردہ حدود کو توڑے۔ ہمارے معاشرے میں اس وقت قیدیوں اور مجرموں کے ساتھ جو سلوک کیا جارہا ہے وہ اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے۔ اس مقالہ میں قیدیوں کے ساتھ کیے جانے والے غیر انسانی سلوک کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ پیش کیا جائے گا۔

حق کا مفہوم

حقوق حق کی جمع ہے۔ حق عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ 'ح ق ق' ہے۔ اس کے لغوی معنی مطابقت اور مکمل موافقت کے ہیں۔ عبرانی زبان میں اس کا مطلب لکڑی پتھر یا دھات میں نقش کرنا۔ حق کے معنی ہیں وہ جو ثابت، دوامی اور حقیقی ہو۔[1] لغت میں حق کے بہت سے معنی ہیں جیسے: سچائی، صدق، انصاف، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام، واجب، درست، عدل، معاوضہ، فرض، ذمہ داری، مزدوری، اصلیت، صلہ، بدلہ۔

"القاموس المحیط" میں حق کے درج ذیل معانی ہیں:

"الحق: من اسماءالله تعالى، اوصفاته، والقرآن، وضدالباطل، والامر المقضى، والعدل، والاسلام، والمال، والملک، والموجود الثابت، والصدق، والموت"[2]

ترجمہ: حق سے مراد اللہ تعالیٰ کا نام، یا اس کی صفت اور قرآن، اور باطل کی ضد، اور ثابت شدہ حکم، اور عدل، اور اسلام، اور مال، بادشاہت، ثابت، اور سچ، اور موت ہے۔

ابن منظور حق کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"الحق:نقيض الباطل،وجمعه حقوق وحقاق "[3]

---

[1] اردو دائرہ معارف الاسلامیہ (لاہور: دانش گاہ پنجاب، طبع اول: 1973ء)، 8،435

ārdw dāyrh mʿārf ālāslāmyh (lāhwr:dānš gāh pnǧāb,ṭbʿ āwl:1973ʾ),8,435

[2] محمد بن یعقوب، علامہ، الفیروزآبادی، القاموس المحیط (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2005ء)، 874

mḥmd bn yqwb,lāmh,ālfyrwzabādy ,ālqāmws ālmḥyṭ (byrwt :mwssẗālrsālẗ2005,ʾ) ,874

[3] ابن منظور افریقی، لسان العرب (القاہرہ: دارالمعارف، ت۔ن)، 939

ābn mnẓwrāfryqy ,lsān ālʿrb (ālqāhrh:dārālmʿārf ,t-n),939

ترجمہ: حق باطل کا متضاد ہے اس کی جمع حقوق اور حقاق ہے۔

انسانی حقوق کے لئے انگریزی زبان میں Human Rights کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انسانی حقوق کے بارے میں Encyclopedia of Human Rights کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

Human rights are those minimal rights which every individual must have against the state or other public authority by virtue of his being a member of the human family irrespective of any other consideration.[4]

ترجمہ: انسانی حقوق کم از کم وہ حقوق ہیں جو ہر فرد کو ریاست اور اس کے اداروں سے، کسی دوسرے خیال سے قطع نظر اس لئے حاصل ہونے چاہیئں کہ اوہ انسانی برادری کا ایک فرد ہے۔

یوں حقوق سے مراد کسی چیز کا موجود ہونا ہے جس کا انکار ممکن نہ ہو۔ دین اسلام میں تمام لوگوں کے حقوق اس طرح ثابت شدہ ہیں جس کا انکار کسی بھی طرح ممکن نہیں۔

قیدیوں کے ساتھ کیا جانے والا سلوک

اسلام چونکہ دین رحمت ہے اس میں تمام لوگوں کو ان کے حقوق سے آگاہ کرنے کا مقصد امن کو برقرار رکھنا تھا۔ اب اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں جس میں لوگوں کے حقوق محفوظ نہ رہیں تو ایسی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے ان لوگوں کو سزا دینا ضروری ہے جو لوگوں کے حقوق غصب کریں یا ان کو نقصان پہنچائیں۔ اسی لئے ضروری ہے کہ امن وامان کی صورتحال کو بہتر رکھنے کے لئے لوگوں کو برے کاموں پر سزا دی جائے۔ لیکن سزا دینے میں بھی اسلام نے کچھ حدود متعین کر دی ہیں جن کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ جن لوگوں کو معاشرے میں بدامنی پھیلانے یا حدوداللہ کو توڑنے کے ضمن میں قید کیا جاتا ہے ان کے لیے بھی اسلام نے کچھ حدود و حقوق طے کیے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں جہاں دیگر معاملات میں حقوق کی ادائیگی سے اجتناب نظر آرہا ہے وہیں قیدیوں کے ساتھ بھی ناروا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ زیر حراست لوگوں کو جرم ثابت ہونے سے پہلے ہی سزا دینی شروع کر دی جاتی ہے۔ معاشرے میں زیر حراست مجرموں اور قیدیوں کے ساتھ جو سلوک روا ہے وہ کچھ یوں ہے:

تشدد

[4] David P. Forsythe Encyclopedia of Human Rights (New York:Oxford University,2009)

پاکستان میں مجرموں کے ساتھ سب سے پہلے جو سلوک کیا جاتا ہے وہ تشدد ہے۔ تشدد کے لفظی معنی جبر، شدت، غلو، مار پیٹ کے ہیں۔ تشدد سے مراد طاقت کا استعمال ہے جس کے ذریعے کسی کو زخمی کیا جائے۔ ہمارے ملک میں جب بھی کسی انسان کو گرفتار کیا جاتا ہے تو اس پر جرم ثابت ہونے سے قبل اس پر تشدد کیا جاتا ہے کہ وہ مطلوبہ جرم کا اقرار کرے۔ اگرچہ اس نے وہ جرم کیا ہی نہ ہو۔ دوران تفتیش مجرم سے اقبال جرم کروانے کے لئے اس کو دھوپ میں لٹانا، زنجیروں سے مارنا، اس پر جانوروں کو چھوڑ دینا، الیکٹرک شاک لگانا یا اس کے سر یا داڑھی کے بال نوچنا جیسے کام کئے جاتے ہیں۔ پنجاب کے ضلع قصور میں دو عورتوں پر چوری اور ڈکیتی کا الزام لگایا گیا۔ جس کے بعد ان دونوں عورتوں کو لاہور میں ان کی رہائش گاہ سے گرفتار کیا گیا اور عدالت میں پیش کیا گیا۔ اس کے بعد تفتیش کی خاطر ان کو جسمانی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ جہاں ان پر نہ صرف تشدد کیا گیا بلکہ اس کی باقاعدہ ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر بھیجی گئی۔ تشدد کے دوران دونوں خاتون کو زمین پر پیٹ کے بل لٹایا گیا اور جوتے برسائے گئے۔[5]

قتل

پاکستان میں تفتیش کے نام پر لوگوں کا قتل عام ہوتا ہے۔ پولیس افسران جھوٹے مقابلے میں بہت سے لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ جن کے حوالے سے ان کو کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ محض شک کی بنیاد پر ہر سال پاکستان میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ مارے جاتے ہیں۔

ایک واقعہ لاہور میں پیش آیا جہاں عامر مسیح نامی شخص جو کہ کسی کے گھر مالی کا کام سرانجام دیتا تھا۔ گھر میں ہونے والی چوری کی وجہ سے شک کی بنیاد پر اسے گرفتار کیا گیا جہاں تفتیش کے دوران اس قدر تشدد کیا گیا کہ عامر کی موت واقع ہو گئی۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تفتیش کے دوران عامر کو کرنٹ لگائی گئی، لوہے کے راڈ سے مارتے رہے، جسم پر لوہے کے راڈ رکھ کر دونوں پولیس اہلکار کھڑے ہو جاتے۔[6] پوسٹ مارٹم رپورٹ میں بھی اس بات کا انکشاف ہوا کہ عامر کے جسم پر تشدد کے نشانات تھے۔ اس کی پسلیاں بھی ٹوٹی ہوئی تھیں۔

پولیس اہلکاروں کا فرض ہے کہ جن لوگوں کو گرفتار کیا ہے ان سے تفتیش کرے اور اصل حقائق لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ اس مقصد کے لئے ملزم پر دباؤ ڈالنا کسی حد تک ٹھیک ہے لیکن ایسا رویہ اختیار کرنا جس سے انسان کی جان

---

[5] https://www.bbc.com/urdu/pakistan-59389408 Accessed on dated: 5-2-2024
[6] https://www.bbc.com/urdu/pakistan-49631136 Accessed on dated: 17-12-2023

ہی چلی جائے کسی صورت قابل قبول نہیں۔ پاکستان میں کچھ دن پہلے صلاح الدین[7] کو اے۔ ٹی۔ ایم مشین سے کارڈ چوری کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ پولیس نے تفتیش شروع کی اور اسی دوران اس کی موت واقع ہو گئی۔[8]

عزت پامال کرنا

اسلام میں تمام انسانوں کی عزت محفوظ ہے۔ اسلام شائستہ گفتگو کو پسند کرتا ہے اور لوگوں کو بھی اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ کوئی نازیبا الفاظ کسی کے لئے ادا نہ کریں۔ اگر کسی سے بحث ہو بھی جائے تو معاملے کو احسن طریقے سے حل کرنے کی کوشش کرنے کا حکم دیا ہے۔ کسی کو گالی دینا یا کسی کی عزت پامال کرنا کسی صورت جائز نہیں۔ یہاں تک کہ کسی کو ظالم بھی کہنے کی اجازت نہیں۔ کسی سے تفتیش کے دوران نہ تو اس کی عزت پامال کی جائے گی اور نہ ہی انہیں برہنہ کیا جائے۔ کسی بھی انسان کو یہ سزا دینا حرام ہے کیونکہ ستر کو ڈانپنے کا حکم دیا ہے۔ لباس ہر انسان کی فطری ضرورت ہے۔ پاکستان میں بلوچ خاندان کے ساتھ ہونے والے مسائل سب کے سامنے ہیں۔ ان کو یہ حق پاکستانی آئین کے تحت حاصل ہے کہ وہ اپنے حق میں آواز اٹھائیں۔ جب انہوں نے حکومت سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے اسلام آباد کا رخ کیا تو ان سے مذاکرات کرنے کی بجائے ان سے ناروا سلوک کیا گیا۔ وہاں پر کچھ عورتوں کے پیچھے پولیس اہلکاروں نے آکر پرچی پھینکی جس پر لفظ 'موت' لکھا تھا۔

اسی طرح اسلام آباد میں رات گئے لوگوں پر لاٹھی چارج کی گئی، بوڑھی عورتوں پر تشدد کیا گیا، ان کو سڑک پر پھینک دیا گیا، گالیاں دی گئیں، بغیر ایف۔ آئی۔ آر کے ان کو حوالات میں رکھا گیا۔[9] حالانکہ بغیر ایف۔ آئی۔ آر کے کسی انسان کو قید کرنا غیر قانونی اور اخلاق کے خلاف ہے۔

---

[7] صلاح الدین کے والد کے مطابق ان کے بیٹے کا ذہنی توازن درست نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کا نام اور فون نمبر اس کے ہاتھ پر لکھا تھا تاکہ جب بھی کوئی مسئلہ ہو اس نمبر پر رابطہ کیا جاسکے۔ جب پولیس نے صلاح الدین کو رحیم یار خان سے گرفتار کیا تو ان کے والد سے کوئی رابطہ نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ جب اس کی موت واقع ہو گئی تب بھی ان سے رابطہ نہیں کیا گیا۔ پولیس نے ان کے آنے سے پہلے پوسٹ مارٹم بھی کروالیا۔ جبکہ پولیس کے مطابق ملزم کی عمر 35 سال کے لگ بھگ تھی اور اس سے ابتداء میں دو گھنٹے خود کو گونگا ظاہر کیا۔

[8] https://www.bbc.com/urdu/pakistan-49546373 Accessed on dated: 17-12-2023

[9] https://www.bbc.com/urdu/articles/c4nyjxdj9xeo Accessed on dated: 5-2-2024

بنیادی ضروریات سے محرومی

کسی بھی انسان کے زندہ رہنے کے لئے اس کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بغیر انسان چند دن ہی زندہ رہ سکتا ہے۔ اگر پاکستان کی جیلوں کو دیکھا جائے تو یہاں مجرموں کو کھانا دینے میں کوتاہی برتی جاتی ہے۔ اگر کھانا دے بھی دیا جائے تو وہ انتہائی ناقص ہوتا ہے۔ جس سے مجرم مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پاکستانی جیلوں میں صفائی کا نظام بھی انتہائی ناقص ہے۔ بنیادی حقوق ایسے حقوق ہیں جو ہر انسان کو اس کی پیدائش کے ساتھ ہی حاصل ہوتے ہیں اور کسی ادارے کے لئے جائز میں کہ وہ ان حقوق کو سلب کرے۔ شفیق نامی شخص کو زیادتی کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ پولیس اسٹیشن میں اس سے ناروا سلوک کیا گیا، اس سے کام کروایا گیا۔ دوران تفتیش اس پر تشدد کیا گیا تاکہ وہ مطلوبہ الزام کا اقرار کرے۔ وہاں جو کھانا دیا جاتا تھا وہ کچا ہوتا، ایک ہفتہ کے بعد مرغی دی جاتی، دالیں غیر معیاری ہوتی تھیں۔[10]

تربیت کا فقدان

لوگوں کو قید کرنا یا ان کو سزا دینے کا اصل مقصد ان کی اصلاح اور دوسرے لوگوں کے لئے عبرت کا حصول ہے۔ اگر پاکستانی جیلوں کو دیکھا جائے تو وہاں تربیت کا فقدان ہے۔ اگر کسی بے گناہ انسان کو بھی شک کی بنیاد پر گرفتار کیا جاتا ہے تو جیل میں ہونے والا سلوک اسے مجرم بنا دیتا ہے۔ وہاں مجرموں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے وہ ان کو وہاں سزا کاٹنے کے بعد راہ راست پر آنے کی بجائے مزید برائیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ شفیق نامی شخص کو زیادتی کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ پولیس اسٹیشن میں اس سے ناروا سلوک کیا گیا، اس سے کام کروایا گیا۔ دوران تفتیش اس پر تشدد کیا گیا تاکہ وہ مطلوبہ الزام کا اقرار کرے۔ ان کی تربیت کے لئے وہاں کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ اگرچہ وہاں کمپیوٹر اور کتابیں موجود تھیں لیکن کوئی تعلیم دینے والا موجود نہ تھا۔ نابالغ بچوں کی تربیت کا کوئی انتظام موجود نہیں۔ وہاں ایسے مجرموں کے ساتھ استحصال ہو رہا ہے۔ وہاں سے نکلنے والے مجرم نشے کے عادی ہوتے ہیں۔[11]

---

[10] https://www.urduvoa.com/a/story-of-juvenile-prisoner-in-pakistan/5551126.html
Accessed on dated: 5-2-2024

[11] https://www.urduvoa.com/a/story-of-juvenile-prisoner-in-pakistan/5551126.html
Accessed on dated: 5-2-2024

اسلام کی رو سے قیدیوں کے حقوق

اگر پاکستان کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ پاکستان جیسے ملک میں مجرموں یہاں تک کہ بے گناہ لوگوں کو بھی جب شک کی بنیاد پر گرفتار کیا جاتا ہے تو ان کے ساتھ غیر انسانی رویہ اپنایا جاتا ہے۔ یہ بات تصدیق شدہ ہے کہ معاشرے میں امن و امان کی صورتحال کو برقرار رکھنے کے لئے اور لوگوں کی اصلاح کی خاطر سزا دینا انتہائی ضروری ہے۔ اگر کوئی انسان غلطی یا گناہ کرے تو اسلامی قوانین کے مطابق اسے سزا دی جائے گی۔ جس سے ایک طرف لوگوں کو انصاف ملے گا تو دوسری طرف لوگوں کو عبرت بھی حاصل ہو گی لیکن اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ لوگوں کو چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر قتل کر دیا جائے۔ دوسری طرف اسلام امن کی خاطر کبھی بھی مجرموں کو معاف کرنے کا حکم بھی نہیں دیتا جس سے دوسرے لوگوں کے لئے جرم کا راستہ اپنانا آسان ہو جائے۔ جب آپ ﷺ سے فاطمہ نامی عورت کے لئے سفارش کی گئی تو آپ نے ایسی عورت کو معاف کرنے کی بجائے فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد قوموں کے زوال کی وجہ بیان فرمائی کہ تم سے پہلی قومیں بھی اسی لئے برباد ہو گئیں کیونکہ وہ غریبوں کو سزا دیتے اور امیروں کو چھوڑ دیتے۔[12]

اس لئے مجرموں کو سزا دینا بہت ضروری ہے۔ اسلام نے بہت کی سزاؤں کا تعین کر دیا ہے۔ جیسے چوری کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں، قتل کرنے والے کو بدلے میں قتل کیا جائے گا یا اس سے دیت وصول کی جائے گی، زنا کرنے والے اور شراب پینے والے کو کوڑے لگائے جائیں گے۔ اگر کسی انسان کو شک کی بنا پر گرفتار کیا جائے تو اس حوالے سے بھی قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے کہ ایسے حالات میں کیا کرنا چاہیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ۔[13]

---

[12] ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی، امام، جامع ترمذی، مترجم، بدیع الزمان، (لاہور: ضیاء احسان پبلشرز، 1988ء) کتاب: حدود و تعزیرات سے متعلق احکام و مسائل، باب: حد میں سفارش کرنا مکروہ ہے، ح:1430

ābw ʿysy mḥmd bn ʿysy trmḏy,āmām,ğāmʿ trmḏy,mtrğm,bdy ālzmān,(lāhwr:ḏyāʾ āḥsān pblšrz,1988ʾ)ktāb:ḥdwdwtʿzyrāt sy mtʿlq āḥkām w msāyl,bāb:ḥd myn sfārš krnā mkrwh hy,ḥ:1430

[13] الحجرات 6:49

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو پھر اپنے کیے پر پشیمان ہونے لگو۔

جب کسی بھی شخص کی طرف سے کوئی بات پولیس اہلکاروں سے کی جاتی ہے تو ان کا اولین فریضہ یہی ہے کہ وہ پہلے دیکھیں کے مطلوبہ شخص مجرم ہے بھی یا نہیں۔ انسان جب غلطی یا گناہ کرے تو قانون کو پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے قید کی سزا دے یا سولی چڑھا دے مگر کسی انسان یا ملکی قانون کو اس بات کا اختیار حاصل نہیں کہ وہ مجرموں کے ساتھ غیر انسانی رویہ اختیار کرے یا ان کے بنیادی حقوق کو پامال کریں۔ ہمارے پاکستان جیسے اسلامی ملک میں قیدیوں اور مجرموں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے۔ قرآن میں واضح الفاظ میں فرمادیا ہے کہ ہر انسان اپنے کیے کا خود ذمہ دار ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی[14]

ترجمہ: کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اس آیت سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ کسی انسان کی غلطی پر دوسرے کو نہیں پکڑا جائے گا۔ پاکستان میں جب بھی کوئی حادثہ رونما ہوتا ہے تو مجرموں کے گھر والوں کو سب سے پہلے گرفتار کیا جاتا ہے اور کچھ لوگوں کو صرف شک کی بنا پر گرفتار کیا جاتا ہے اور ان کے گھر والوں کو تھانے بلایا جاتا ہے۔ ان کی بیوی، بیٹی، بہن یہاں تک کہ ان کے بوڑھے ماں باپ کو بھی گھنٹوں جیل میں رکھا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی[15]

ترجمہ: اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور جاہلیت کی طرح سج دھج کے باہر نہ نکلو۔

اگر کوئی عورت اللہ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے گھر میں رہے جبکہ پولیس اہلکار ان کو تھانوں میں لے آئیں اور ان کو بے پردہ کیا جائے۔ اب ان عورتوں کو جنہوں نے نہ کوئی جرم کیا ہے اور نہ ہی وہ کسی کو جرم کرنے میں مدد کر رہی

ālḥğrāt6:49

[14] النجم 38:53

ālnğm 38:53

[15] الاحزاب 33:33

ālāḥzāb33:33

تھیں یوں غیر مردوں کے سامنے لانا ان کے نازیبا سوالات کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ مجرموں سے اقرار کروانے کے لئے ہر طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ پھر چاہے کوئی طریقہ اسلام کے اصولوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

جبکہ حدیث میں آتا ہے:

العینان زنا هماالنظر[16]

ترجمہ: نامحرم عورتوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔

پولیس اہلکاروں کا فرض ہے کہ جن لوگوں کو گرفتار کیا ہے ان سے تفتیش کرے اور اصل حقائق لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ اس مقصد کے لئے ملزم پر دباؤ ڈالنا کسی حد تک ٹھیک ہے لیکن ایسا رویہ اختیار کرنا جس سے انسان کی جان ہی چلی جائے کسی صورت قابل قبول نہیں۔ پاکستان میں کچھ دن پہلے صلاح الدین[17] کو اے۔ ٹی۔ ایم مشین سے کارڈ چوری کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ پولیس نے تفتیش شروع کی اور اسی دوران اس کی موت واقع ہو گئی۔[18]

اگر کوئی شخص کسی ادارے یا کسی دوسرے شخص کا نقصان کر دے تو اس سے وہ تمام رقم وصول کی جائے گی جس قدر اس نے نقصان کیا ہو گا۔ ایسے شخص سے اس کے جینے کا حق نہیں لیا جائے گا۔ دارالافتاء میں مذکور ہے:

"اگر کسی شخص نے بغیر اجازت کے کسی کے ذاتی یا کسی ادارے کے درختوں کے پتے بلا اجازت توڑے ہوں تو ان کی قیمت مالک / ادارہ کو ادا کر دے۔"[19]

---

[16] ابی داؤد سلیمان بن الاشعث الازدی السجستانی ،سنن ابی داؤد،(دمشق:دارالرسالة العالمیة،2009ء)، کتاب: نکاح کے احکام ومسائل، باب: نظر نیچی رکھنے کا حکم، ح:2152

āby dāwd slymān bn ālāšʿt ālāzdy ālsǧstāny ,snn āby dāwd,(dmšq:dārālrsālt ālʿālmyt2009,ʾ),ktāb: nkāḥ ky āḥkām wmsāyl,bāb:nẓr nycy rkhny kā ḥkm,ḥ:2152

[17] صلاح الدین کے والد کے مطابق ان کے بیٹے کا ذہنی توازن درست نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کا نام اور فون نمبر اس کے ہاتھ پر لکھا تھا تاکہ جب بھی کوئی مسئلہ ہو اس نمبر پر رابطہ کیا جا سکے۔ جب پولیس نے صلاح الدین کو رحیم یار خان سے گرفتار کیا تو ان کے والد سے کوئی رابطہ نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ جب اس کی موت واقع ہو گئی تب بھی ان سے رابطہ نہیں کیا گیا۔ پولیس نے ان کے آنے سے پہلے پوسٹ مارٹم بھی کروالیا۔ جبکہ پولیس کے مطابق ملزم کی عمر 35 سال کے لگ بھگ تھی اور اس سے ابتداء میں دو گھنٹے خود کو گونگا ظاہر کیا۔

[18] https://www.bbc.com/urdu/pakistan-49546373 Accessed on dated: 17-12-2023

[19] دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144108201431، تاریخ اجراء: 16-04-2020

یوں اس شخص کو قتل کرنے کا اختیار کسی ادارے کے پاس موجود نہیں تھا۔ اس نے جتنا نقصان کیا تھا اس کے حساب سے اس شخص سے رقم وصول کی جاتی۔ اس کو سزا کے طور پر قید کیا جاسکتا تھا لیکن قتل کرنے کا جواز موجود نہیں۔ پاکستان میں ایک سال کے دوران ایسے سینکڑوں واقعات رونما ہوتے ہیں لیکن اس پر نہ تو آواز اٹھائی جاتی ہے اور نہ ہی ایسے لوگوں کو سزا دی جاتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"قال مُجَاهِد: من قتل نَفْساً محرَّمة يَصْلَي النَّار بقتلها، كما يصلاها لو قتل النَّاس جميعاً"[20]

ترجمہ: حضرت مجاہد نے فرمایا: جس شخص نے ایک جان کو بھی ناحق قتل کیا تو وہ اس قتل کے سبب دوزخ میں جائے گا، جیسا کہ وہ تب دوزخ میں جاتا اگر وہ ساری انسانیت کو قتل کر دیتا۔

صرف شک کی بنا پر لوگوں کو ایسے قتل کرنا اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ یوں لوگوں (مجرموں) کو تفتیش کے دوران قتل کر دینا یا ان پر تشدد کرنا ایسا کرنے والے خود کو اللہ سے نہیں بچا سکیں گے۔ ان کے اس فعل کے سبب اللہ ان پر عذاب مسلط کر دے گا۔ اس عذاب سے نکلنا ان کے لئے ممکن نہ ہو گا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اشْتَرَكُوْا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللهُ فِي النَّارِ."[21]

ترجمہ: اگر تمام آسمانوں و زمین والے کسی ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تب بھی یقیناً اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں جھونک دے گا۔

جب پولیس اہلکار کے تشدد سے کوئی جان ہلاک ہو گی تو اسلامی قوانین کے مطابق اس سے سلوک کیا جائے گا۔ اس حوالے سے حدیث میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْعَمْدُ قَوَدُ الْيَدِ، وَالْخَطَأُ عَقْلٌ لَا قَوَدَ فِيهِ، وَمَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّةٍ بِحَجَرٍ أَوْ عَصًا أَوْ سَوْطٍ فَهُوَ دِيَةٌ مُغَلَّظَةٌ فِي أَسْنَانِ الْإِبِلِ.[22]

---

[20] أبو حفص الحنبلي، اللباب في علوم الكتاب، (بيروت:دارالكتب العلميه،1998ء)7: 301

abw ḥfp ālḥnbly, āllbāb fy ʿlwm ālktāb, (byrwt:dārālktb ālʿlmyh1998,ʾ)7: 301

[21] ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی، امام، جامع ترمذی، مترجم، بدیع الزمان، (لاہور: ضیاء احسان پبلشرز، 1988ء) السنن، کتاب الدیات، باب الحکم في الدماء، 4: 17، رقم: 1398

ābw ʿysy mḥmd bn ʿysy trmḏy,āmām,ğāmʿ trmḏy,mtrğm,bdy ālzmān,(lāhwr:ḍyāʾ āḥsān pblšrz,1988ʾ) ālsnn, ktāb āldyāt, bāb ālḥkm fy āldmāʾ, 4: 17, rqm: 1398

[22] علی بن عمربن احمد بن مہدی، دار قطني، السنن، (بيروت:دارالمعرفه، 2001ء) 3: 94، رقم: 47

ʿly bn ʿmrbn āḥmd bn mhdy,dār qṭny, ālsnn,(byrwt:dārālmʿrfh2001,ʾ) 3: 94, rqm: 47

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جان بوجھ کر قتل پر قصاص ہوتا ہے، غلطی کے قتل پر ہرجانہ دینا ہوتا ہے، قصاص نہیں ہوتا اور جو اندھا دھند پتھر، عصا اور ڈنڈے برسنے سے قتل ہو جائے تو اس پر وہ پورا ہرجانہ لازم ہوتا ہے جو اونٹ کے دانت توڑنے پر ہوتا ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

"اگر دو شخص ایک شخص کے قتل میں ملوث ہوئے ایک نے عصا مارا اور دوسرے نے دھار دار سے مارا تو دونوں میں سے کسی پر قصاص واجب نہ ہو گا اور دونوں پر آدھا آدھا مال دیت واجب ہو گا۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو آگ سے جلایا یا پانی میں غرق کر دیا تو اس کی گردن پر تلوار ماری جائے گی۔"[23]

علامہ یوسف فرماتے ہیں:

"اگر دو عاقل بالغ شخصوں نے مل کر ایک شخص کو قتلِ عمد کی صورت میں قتل کیا ہو تو قصاصاً ان دونوں کو قتل کیا جائے گا۔"[24]

یوں کسی پولیس اہلکار کو حق حاصل نہیں کہ وہ کسی انسان پر فرد جرم عائد ہونے سے پہلے اسے کوئی سزا دے اور اگر جرم ثابت ہو بھی جائے تب بھی اس بات کی اجازت کسی کو حاصل نہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے قائم کردہ حدود کو یوں چھوڑ دے۔ اسلام میں حاکم کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ مجرمین کو سزا دے لیکن اس کو اجازت نہیں کہ جسم کے نازک حصوں پر مارنے کا حکم دے یا لوگوں کے چہروں پر مارا جائے۔ انسان کا چہرہ ویسے بھی پورے جسم سے مشرف ہے۔ کسی انسان کا مثلہ کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

اسلام کسی بھی صورت میں بے حیائی کو پسند نہیں کیا اسی لئے انسان کو ایسے تمام امور سے منع فرما دیا ہے جس سے معاشرے میں بے حیائی پھیلے۔ انسان سے سچ جاننے کے کئی طریقے ہیں اس کو برہنہ کرنا کسی صورت جائز نہیں۔ یہ

---

[23] فتاوی عالمگیری، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000ء) کتاب الجنایات، ج:9، ص:274

ftāwy ʿālmgyr y,(byrwt:dārālktb ālʿlmyẗ2000,ʾ)ktāb ālğnāyāt,ğ:9,p:274

[24] دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144008200217

https://www.banuri.edu.pk/readquestion/%D8%AF%D9%88%D8%A2%D8%AF%D9%85%DB%8C-%D9%85%D9%84-%DA%A9%D8%B1-%D8%A7%DB%8C%DA%A9%D8%A2%D8%AF%D9%85%DB%8C-%DA%A9%D9%88%D9%82%D8%AA%D9%84-%DA%A9%D8%B1%DB%8C%DA%BA%D8%AA%D9%88-%D9%82%D8%B5%D8%A7%D8%B5-%DA%A9%D8%B3%D9%BE%D8%B1-%DB%81%D9%88%DA%AF%D8%A7/16-04-2019

Accessed on dated: 9-11-2022

انسان کی فطری ضرورت ہے اسی لئے جب حضرت آدم اور حضرت حوا کا لباس غائب ہوا تو انہوں نے جنت کے پتوں سے اپنے ستر کو ڈھانپ لیا تھا۔ غزوہ بدر میں جو قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے ان میں حضور کے چچا عباس بھی شامل تھے۔ جن کو لباس کی ضرورت تھی اور ان کو عبد اللہ بن ابی کا لباس پورا تھا۔ آپ نے اس کا لباس اپنے چچا کو دیا اور اپنا لباس عبد اللہ بن ابی کو دیا تا کہ احسان باقی نہ رہے۔[25] اسلام نے جہاں باقی تمام انسانوں بلکہ جانوروں کے حقوق مقرر فرما دیے ہیں وہیں غلاموں اور قیدیوں کے حقوق بھی مقرر فرما دیے ہیں۔ اگر اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے دور میں اور خلفاء راشدین کے دور میں بھی قیدیوں سے اچھا سلوک کیا جاتا۔ آپ ﷺ قیدیوں کے کھانے پینے کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو بھی اس بات کا حکم دیا کہ جب قیدی کھانا مانگیں تو ان کو دیا جائے۔ اس بات کو ذہن میں نہیں رکھنا چاہیے کہ انہوں نے ابھی ہمارے ساتھ جنگ کی ہے۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کی تعریف بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ کی محبت میں معاشرے کے کمزور طبقات کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا[26]

ترجمہ: اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

کسی مجرم کو ایسی جگہ قید نہیں کیا جا سکتا جہاں اس کو خوراک نہ دی جائے یا اسے بھوک کی سزا دی جائے کیونکہ ایسا کرنا غیر اخلاقی اور غیر انسانی رویہ ہے۔ اگر ایسا کرنے سے کسی مجرم کی جان چلی جائے تو ایسا کرنے والے پر دیت لازم آئے گی اور بعض علماء کے نزدیک قصاص لیا جائے گا۔ اسی لئے صحابہ کرام نے غزوہ بدر کے قیدیوں کو کھانا کھلاتے اور خود کھجور کھا کر گزارا کرتے۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے کیونکہ ہمارا اسلام ہمیں اسی بات کا حکم دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے غزوہ بدر کے قیدیوں سے مسلمانوں کو پڑھانے کا کام لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: ((اسْتَوْصُوا بِالْأُسَارَى خَيْرًا)) وَكُنْتُ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَكَانُوا إِذَا قَدِمُوا غَدَاءَهُمْ أَوْ عَشَاءَهُمْ أَكَلُوا التَّمْرَ وَأَطْعَمُونِي الْخُبْزَ بِوَصِيَّةِ وَآلِهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمْ لَا يُرْوَى عَنْ أَبِي عَزِيزِ بْنِ عُمَيْرٍ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ تَفَرَّدَ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ[27]

---

[25] فتح الباری174/2

fṯḥ ālbāry174/2

[26] الانسان8:76

ālānsān8:76

میں بدر کے دن جنگی قیدیوں میں سے تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جنگی قیدیوں سے اچھے سلوک کی تلقین کی اور میں انصار کی ایک جماعت میں تھا تو جب وہ ان کو صبح کا یا شام کا کھانا پیش کرتے تو خود کھجوریں کھا لیتے اور مجھے روٹی کھلاتے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے متعلق اچھے سلوک کا حکم دیا تھا۔

یہ بات حضرت مصعب بن عمیر کے بھائی بیان کر رہے تھے جب وہ قیدی بن کر غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور ان کا حسن سلوک دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ حضرت عمر نے بھی اپنے دور میں قیدیوں کے لئے بہت سے اقدامات کروائے گئے۔ ان کے دور میں حالات اس قدر اچھے تھے بلکہ ایسا کہنا زیادہ اچھا ہو گا کہ اس دور میں لوگوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق سزا دی جاتی۔ کسی کے ساتھ زیادتی نہ کی جاتی اس لئے اس دور میں مجرموں کی تعداد بہت کم تھی۔ جو مجرم ہوتے ان کے ساتھ انسانوں والا سلوک کیا جاتا اور ان کی اصلاح کی جاتی۔ لوگوں کی تربیت کی جاتی۔ لوگوں کے حقوق کی اہمیت کو اس طرح سے باور کرایا جاتا کہ ہر انسان دوسرے کے حقوق پورے کرتے۔ حضرت علی نے اپنے دور میں حکم دیا کہ قیدیوں کو تمام حقوق مہیا کیے جائیں۔ یہاں تک کہ جس شخص (عبدالرحمن بن ملجم) نے آپ پر حملہ کیا اس کے حوالے سے بھی آپ نے یہی حکم دیا کہ اس کو اچھے طریقے سے رکھو۔ اگر تو میں ٹھیک ہو گیا تو اس کا معاملہ خود دیکھوں گا۔ اگر چاہوں تو بدلہ لوں، اس کو معاف کر دوں یا اس سے صلح کر لوں۔ اگر میری وفات ہو جائے تو اس کو قصاص میں ویسا ہی زخم لگانا جیسے مجھے لگا ہے یعنی ایک ہی وار کیا جائے۔ اس کا مثلہ نہ کرنا کیونکہ اسلام میں مثلہ کی ممانعت آئی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ اس کو بیڑیاں اور ہتھکڑیاں نہ لگانا۔[28]

اسلام میں تو ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم کسی انسان کی طرف کسی نوک دار شے سے اشارہ بھی نہ کریں۔ پھر انسان کو مارنا تو بہت دور کی بات ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

---

[27] ابو القاسم سلیمان بن احمدبن ایوب طبرانی، معجم صغیر للطبرانی ،مترجم:عبدالصمدریالوی،(لاہور:انصار السنہ پبلیکیشنز،س۔ن) ح:573،ص:339

ābw ālqāsm slymān bn āḥmdbn āywb ṭbrāny ,mʿğm pġyr llṭbrāny ,mtrğm: ʿbdālpmdry ālwy, (lāhwr:ānpār ālsnh pblykyšnz,s-n)ḥ:573,p:339

[28] ابی جعفر محمد بن جریر، علامہ، الطبری، تاریخ طبری، تاریخ الامم والملوک، (کراچی: نفیس اکیڈیمی، 2004ء) ج:سوم، ص:353

āby ğʿfrmḥmd bn ğryr,lāmh,ālṭbry,tāryḫ ṭbry,tāryḫ ālāmm wālmlwk),krācy:nfys ākydymy2004,ʾ)ğ:swm,p:353

لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ.[29]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتلِ ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

"من حمل علينا السلاح فليس منا"[30]

ترجمہ: جس شخص نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔

یوں اگر کوئی پولیس اہلکار بھی کسی انسان پر ہتھیار سے وار کریں گے تو وہ کیونکر ٹھیک ہو گا۔ جبکہ حدیث کے مطابق ہمیں ہتھیار سے اشارہ کرنے کی بھی اجازت نہیں تو ان کو ایسے وار کر کے قتل کر دینا کس طرح حق بات ہے۔ اس لئے پولیس اہلکاروں کو چاہیے کہ اللہ کے حکم کے مطابق لوگوں سے معاملات کریں۔ ان سے تفتیش کے دوران یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ سب انسان ہیں۔ ان کے ساتھ کیا جانے والا ہر سلوک اللہ کے سامنے ہے اور اللہ ان سے ان تمام امور کا حساب لے گا۔

نتائج واثرات

- عصر حاضر میں مجرموں کے ساتھ جیسا سلوک کیا جارہا ہے اس سے ملکی حالات بہت متاثر ہو رہے ہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ پولیس کسی بھی ملک یا معاشرے میں امن قائم رکھنے کی ذمہ دار ہوتی ہے اگر پولیس ہی لوگوں کی جان لینے پر اتر آئے گی تو ملک میں امن کو خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ پولیس کا اگرچہ فرض بنتا ہے کہ وہ

---

[29] مسلم بن حجاج القشيری نيشاپوری، جامع الصحيح، (نيشاپور:دارالخلافه العلية1330ھ)كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن إشارة بالسلاح، 4: 2020، رقم: 2617

mslm bn ḥğāğ ālqšyry nyšāpwry ,ğāmʿ ālpḥyḥ, (nyšāpwr:dārālḥlāfh ālʿlyt1330h(ktāb ālbr wālplt wāladāb, bāb ālnhy ʿn ašārt bālslāḥ, 4: 2020, rqm: 2617

[30] البخاری،ابو عبدالله محمد بن اسماعيل بخاری، الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول وسنة وايامه،صحيح بخاری،كتاب الفتن،باب:جس نے مسلمانوں پر ہتھیاراٹھایا وہ ہم میں سے نہیں،ج:2،حدیث:6659

ālbḥāry,ābw ʿbdāllh mḥmd bn āsmāʿyl bḫāry ,ālğāmʿ ālmsnd ālpḥyḥ ālmḫtpr mn āmwr rswl wsnt wāyāmh,pḥyḥ bḫāry,ktāb ālftn,bāb:ğs ny mslmānwn pr hthyārāthāyā wh hm myn sy nhyn,ğ:2,ḥdyt:6659

حقائق کو سامنے لائے، لوگوں کو انصاف مہیا کرے لیکن ایسے طریقے نہ اپنائے جس سے لوگوں کو صرف شک کی بنا پر جان سے ہاتھ دھونے پڑیں۔

- اگر ملک میں اسلامی تعلیمات کے مطابق مجرموں سے سلوک کیا جائے گا تو اس سے معاشرے کے برے افراد کی اصلاح ممکن ہو گی۔ اسلامی قوانین سے ایک طرف تو برائی کو چھوڑ دیں گے تو دوسری طرف معاشرے میں اچھے شہری بن کر دوسروں کی مدد کریں گے۔
- اسلام نے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ جب بھی کوئی بات سنیں تو اس کی تفتیش کر لیں پھر آگے بتائیں۔ اب جو لوگ محض شک کی بنیاد پر ایف۔ آئی۔ آر کٹوا دیتے ہیں اور معصوم لوگوں کی زندگی تباہ کرتے ہیں ضروری ہے کہ ان کو ایسے عمل پر سزا دی جائے تا کہ دوسرے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔
- اگر بے گناہ لوگوں کو بغیر کسی ثبوت کے مجرم قرار دیا جائے گا اور ان کو بے وجہ مارا جائے گا تو اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلے گا کہ وہ لوگ برائی کی طرف چلے جائیں گے۔ ان کے ساتھ ہونے والا سلوک ان کو باغی بنا دے گا۔ ان کے دل میں اس ملک کے لئے برے جذبات ہونگے۔
- اسلامی قوانین کو چھوڑنے سے دنیا میں عزت کا مقام حاصل کرنا ممکن نہیں۔ کیونکہ اسلام نے لوگوں کو ان کے حقوق کے ساتھ ساتھ فرائض سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ جس کا مقصد لوگوں کی زندگیوں کو آسان بنانا ہے۔ اگر اسلامی اصولوں کے خلاف مجرموں سے برتاؤ کیا جائے گا تو وہ عہد جاہلیت کے طور طریقے ہونگے۔ دوبارہ جہالت کی طرف جانا، اندھیرے کا سفر کیونکر انسان کو نفع دے گا۔
- اسلامی قوانین سے متاثر ہو کر بہت سے کافر مشرف با اسلام ہوئے۔ آج بھی تبلیغ کرنا ہم پر فرض ہے۔ اگر یونہی مجرموں کے ساتھ غیر انسانی رویہ رکھا جائے گا تو غیر مسلموں کو متاثر کرنا تو دور کی بات ہے مسلمانوں کے لئے نظر اٹھا کر معاشرے میں چلنا ممکن نہ ہو گا۔
- دوسرے ملکوں کے سامنے ہمارا برا تاثر جائے گا۔ لوگ ہمیں وحشی قوم کے نام سے جانیں گے۔ ایسے حالات میں کوئی بھی قوم ہمیں مہذب قوم نہیں کہے گی۔ جب محافظوں کے ہاتھوں سے لوگوں کا قتل ہو گا اور ایک اسلامی ریاست ہوتے ہوئے لوگوں کی جان محفوظ نہ ہو گی تو اس کا نقصان صرف ملک کو نہیں ہو گا بلکہ اس سے

مسلمانوں کے دین پر بھی سوالات اٹھیں گے۔لوگوں کے لئے اسلام ایک مہذب معاشرہ تشکیل دیتا ہے اس بات پر حرف آئے گا۔

- اگر معاشرے میں مہذب افراد کو شک کی بنیاد پر گرفتار کر لیا جائے اور دوران تفتیش ان پر تشدد کیا جائے تو وہ ملک و قوم کے خلاف ہو جائیں گے۔ان کے لئے اس ملک کے لئے وہ جذبات نہ ہونگے جیسے پہلے تھے۔ایسے افراد ملک کے لئے خطرہ ہوتے ہیں اور ان کو تیار کرنے والے ہمارے اپنے ادارے ہوتے ہیں۔جب بھی ملک پر دشمن کی طرف سے حملہ کا خطرہ ہو تو لوگ آگے بڑھ کر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں لیکن جب بے گناہ انسان کے ساتھ مجرموں بلکہ غیر انسانی رویہ اختیار کیا جائے گا تو وہ ملک کے لئے اچھے جذبات نہیں رکھ سکتے۔
- اسلام نے حدود و تعزیرات کے ذریعے ہر انسان کی سزا متعین کر دی ہے۔اب جو بھی کوئی غلطی یا گناہ کرے گا اسے اپنے عمل کے مطابق سزا دی جائے گی۔کسی پولیس افسر کو اجازت نہیں کہ وہ خود سے سزا کو متعین کرے۔کسی کے لئے سزا کم ہو اور کسی کے لئے اتنی زیادہ کہ اس کی جان ہی لے لی جائے۔اگر کسی ملک کے حالات ایسے ہو جائیں تو اسے زوال پذیر ہونے میں دیر نہیں لگتی۔
- کسی بھی ملک کے حالات اس کی معیشت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔اگر پولیس کے ہاتھوں بے گناہ لوگوں کی جان جائے گی تو اس سے لازمی طور پر ملک میں احتجاج کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔جیسے نقیب اللہ کی وفات کے بعد ہوا۔ایسے حالات میں نہ تو غیر ملکی سرمایہ دار پاکستان میں آئیں گے اور اگر پہلے سے کوئی ملک سرمایہ کاری کر رہا ہو گا تو وہ اپنا سرمایہ یہاں سے دوسرے ملک لے جائے گا کیونکہ جب ملکی حالات خراب ہوں ہر جگہ احتجاج ہو رہا ہو تو اس سے لوگوں کی قوت خرید کم ہوتی ہے۔جس سے سرمایہ داروں کو نقصان ہوتا ہے۔جب ایسے حالات ہونگے تو اس کا براہ راست نقصان پاکستان کو ہو گا۔
- لوگوں کے دلوں میں پولیس والوں کے لئے نفرت کے جذبات پیدا ہو جائیں گے۔جس سے عوام دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ایک طرف وہ لوگ جو خود پولیس اہلکار ہوں۔ان کے نزدیک پولیس کا کیا جانے والا ہر کام انصاف پر مبنی لگے گا،تو دوسری طرف عوام جن کے دلوں میں یہ بات ہو گی کہ پولیس اہلکار قاتل ہیں۔اگر ایسے حالات ہو جائیں گے تو ملک میں فساد برپا ہو جائے گا۔

سفارشات

کسی بھی معاشرے کی اصلاح کی ذمہ داری صرف ایک شخص یا ایک ادارے پر نہیں بلکہ وہاں رہنے والے تمام لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ اس لئے جب پولیس اہلکاروں کی غفلت یا ان کی غیر ذمہ داری سے کئی حادث رونما ہو جائے تو اس میں دیگر کئی افراد بھی ملوث ہوتے ہیں تبھی حادثات ہوتے ہیں۔ اس لئے کسی بھی معاشرے میں امن کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے پولیس اہلکاروں کی تربیت کے ساتھ ساتھ دیگر لوگوں کی تربیت کرنا لازم ہے تبھی جا کر ایک مہذب معاشرہ تشکیل پائے گا۔ کسی بھی ملک یا قوم میں امن و امان کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے چند ایک اقدامات اہم ثابت ہو سکتے ہیں۔

- پاکستان کے موجودہ حالات کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو انصاف مہیا کیا جائے صرف شک کی بنا پر لوگوں کو نہ تو گرفتار کیا جائے اور نہ ہی تفتیش کے دوران ان پر تشدد کیا جائے۔ اگر کوئی مجرم ہو بھی تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ ان کی اصلاح کی جائے۔ ان کے دل میں برائی کے خلاف نفرت پیدا کی جائے تاکہ جب وہ اپنے برے فعل کی سزا پوری کر لیں تو دوبارہ وہ کسی جرم کا رخ نہ کریں۔
- تمام لوگوں کو اور خاص طور پر پولیس والوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے جن کے ذمہ معاشرے کا امن و امان ہے تاکہ جب بھی وہ کسی سے تفتیش کریں تو وہ ان اصولوں کو مد نظر رکھیں جو اسلام نے ہمیں بیان فرمائے ہیں۔ جیسے ان پر تشدد نہ کیا جائے یا ان کو بھوکا نہ رکھا جائے۔
- ایسے پولیس افسران کے خلاف کاروائی کی جائے جو لوگوں کو اس طرح دوران تفتیش قتل کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کی سزا کا تعین کیا جائے تاکہ دوسرے پولیس افسران اس سے عبرت حاصل کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں کو بھی سخت سزا دی جائے جو جھوٹے مقدمات میں شریف لوگوں کی عزت پامال کرتے ہیں۔ ان کے شک کی وجہ سے پولیس اہلکار شریف شہریوں کو گرفتار کرتے ہیں جس سے ان شریف لوگوں کی عزت پر حرف آتا ہے اور صرف شک کی بنا پر وہ اپنی جان سے جاتے ہیں۔
- لوگوں کو ان کے حقوق سے آگاہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو آئین کی تعلیم بھی دی جائے تاکہ سب کو علم ہو کہ ایک اسلامی معاشرے میں کن امور سے بچ کر زندگی گزارنی ہے۔

- کسی بھی ملک میں لوگوں کی اصلاح یا ان کے بگاڑ میں میڈیا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس لئے میڈیا کو چاہیے کہ اپنا مثبت کردار ادا کرتے ہوئے ایسے پروگرام دکھائے جس سے لوگوں کی اخلاقی تربیت ہو سکے۔ جھوٹی خبروں کو نہ پھیلائے۔ کسی بھی خبر کو نشر کرنے سے پہلے اس کی خوب تحقیق کرلے۔ کسی بھی ادارے کے حوالے سے کوئی بات نشر کرنے سے پہلے اس کے نتائج پر غور و فکر کرے۔ کسی بھی نیوز چینل کو یہ حق حاصل نہیں کہ صرف اپنے چینل کو نمبر ون لانے کی خاطر ہر طرح کی برائی کو بیان کرتا جائے۔ جس سے نوجوان بربادی کی طرف چلی جائے۔
- لوگوں کی تعلیم پر خاص توجہ دی جائے۔ ان کو معاشرے میں رہنے کے آداب سیکھائے جائیں۔ ان میں برداشت، صبر اور درگزر جیسی صفات پیدا کی جائیں تاکہ دوسرے انسان چھوٹی چھوٹی باتوں یعنی شک پر پولیس اہلکاروں سے رابطہ نہ کریں۔ اگر کسی بھی انسان کو کہیں کوئی بات نظر آئی ہو جس سے فساد برپا ہونے کا خدشہ ہو تو اس کو پولیس سے رابطہ کرنے سے پہلے خود دیکھنا چاہیے کہ آیا وہ جو سمجھ رہا ہے بات ویسی ہے بھی یا نہیں۔